Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۰/۷۵ | ہفتہ ۸، ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ، ۲ احسان ۱۳۶۹ہش، ۲ جون ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۲۳

اللہ تعالیٰ کو عاجزانہ راہیں پسند آئیں

"حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے جب یہ عرض کیا کہ "تیرے کوچے میں کن راہوں سے آؤں" تو جواباً اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ ـــ مجھے تیری عاجزانہ راہیں پسند آئیں ـــ کیسا پیارا جواب ہے۔ جس طرح تُو نے اپنے عشق کا اظہار کیا ہے۔ جس عاجزی کے ساتھ تو میرے حضور بچھ گیا ہے یہی تو راہ ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ یہی تو راہ ہے جو مجھ تک پہنچاتی ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔ الفضل ۱۶ مئی ۱۹۹۰ء صفحہ ۲)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص کا ایک دوست مرگیا۔ جس کے غم میں وہ رو رہا تھا۔ اس سے پوچھا گیا تُو کیوں روتا ہے تو اس نے کہا کہ میرا ایک نہایت ہی عزیز مرگیا۔ اس نے کہا تُو نے مرنے والے سے دوستی ہی کیوں کی؟

اصل بات یہ ہے کہ مفارقت تو ضروری ہے اور جُدائی ضرور ہوگی، یا یہ خود جائے گا یا وہ جس سے دوستی اور محبت کی ہے۔ پس وہ مفارقت عذاب کا موجب ہو جائے گی۔ لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتے ہیں اور ان فانی اشیاء کے دلدادہ اور گرویدہ نہیں ہوتے، وہ اس عذاب سے بچائے جاتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۵۴-۵۵)

"قرآن شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی آبپاشی اعمال صالحہ سے ہوتی ہے بغیر اس کے وہ خشک ہو جاتا ہے۔ پس یہاں دو باتیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ وہ بہشت باغ ہے۔ دوسرا ان درختوں کی نہروں سے آبپاشی ہوتی ہے۔ قرآن شریف کو پڑھو اور اوّل سے آخر تک اس پر غور کرو تب اس کا مزہ آئے گا کہ حقیقت کیا ہے۔ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہیں کرتے بلکہ یہ حقیقت الامر ہے۔ وہ خدا تعالیٰ جس نے عدم سے انسان کو بنایا ہے اور جو خلق جدید پر قادر ہے وہ یقیناً انسان کے ایمان کو اشجار سے متمثّل کر دے گا اور اعمال کو انہار سے متمثّل کرے گا اور واقعی طور پر دکھا دے گا یعنی ان کا وجود فی الخارج بھی نظر آئے گا۔

اس کی مختصر سی مثال یوں بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ جیسے انسان خواب میں عمدہ اور شیریں پھل کھاتا ہے اور ٹھنڈے اور خوشگوار پانی پیتا ہے اور فی الواقعہ وہ پھل اور آب سرد ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے ذہن میں کوئی دوسرا امر نہیں ہوتا۔ پھلوں کو کھا کر سیری ہوتی اور پانی پی کر فی الواقعہ پیاس دُور ہوتی ہے۔ لیکن جب اٹھتا ہے تو نہ اُن پھلوں کا کوئی وجود ہوتا ہے اور نہ اس پانی کا۔ اسی طرح پر جیسے اس حالت میں اللہ تعالیٰ ان اشیاء کا ایک وجود پیدا کر دیتا ہے۔ عالم آخرت میں بھی ایمان اور اعمالِ صالحہ کو اس صورت میں متمثّل کر دیا جائے گا

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۵۸-۵۹)

چندہ جات ثواب کا ذریعہ ہیں

اللہ تعالیٰ غیب سے اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

وہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس طرح غیب سے دیتا ہے کہ اس کا اندازہ لگانا ہی ناممکن ہے اور نہ ہی اس کا کوئی حساب کر سکتا ہے

میں نے کئی دفعہ سوچا ہے کہ میری آمدن بہت کم ہے اور خرچ بہت زیادہ ہے لیکن پھر بھی خرچ چلتا چلا جاتا ہے۔ حساب سے اس کا ٹھیک پتہ نہیں چلتا۔ بعض دفعہ میں دو دو تین تین گھنٹہ تک حساب کرتا رہتا ہوں مگر پھر پریشان ہو کر اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ بہر حال میرا خرچ چلتا جاتا ہے اگرچہ آمد بہت ہی کم ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس کچھ گندم تھی۔ میں اس میں سے کھاتی رہی اور کبھی اس کا حساب نہ کیا کچھ عرصہ بعد مجھے خیال آیا کہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ اب کتنی گندم باقی رہ گئی ہے۔ ایک دن میں

باقی صفحہ ۷ کالم ۴ پر

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری مولا بخش صاحب ایک سال سے بیمار چلے آرہے ہیں۔

○ مکرم سیدہ عبد السلام صاحب سابق معلم وقفِ جدید کی صحت کمزور چلی آرہی ہے۔

○ مکرم ٹھیکیدار عبد الغنی صاحب (ربوہ) بعارضہ بلڈ پریشر شدید بیمار ہیں اور فضلِ عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم منشی مبشر احمد صاحب دار الرحمت شرقی ربوہ کو درد گردہ کی تکلیف ہے۔

○ مکرم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی ایک آنکھ کا اپریشن ٹیکسلا میں ہوا ہے اور ابھی دوسری آنکھ کا اپریشن ہونے والا ہے۔

احباب ان سب مریضوں کی شفائے کاملہ کے لئے دعا کریں۔

اعلان نکاح

○ مکرم نسیم احمد صاحب ولد مکرم چوہدری محمد سلیمان صاحب کا نکاح بعوض -/۹۰۰۰ روپے حق مہر ہمراہ محترمہ یٰسین بانو صاحبہ بنت مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب، مکرم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ نے بیت النور راجن پور میں مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء بعد نمازِ جمعہ پڑھایا۔

○ مکرم امتیاز احمد صاحب اٹھ و ساکن ربوہ ابن مکرم ماسٹر عبد الحکیم اٹھو صاحب آف لاڑکانہ کا نکاح محترمہ امتہ القیوم صاحبہ بنت مکرم سلیم اللہ عادل صاحب کوئٹہ کے ہمراہ مورخہ ۱۱ مئی بروز جمعتہ المبارک مکرم احسان الحق خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ نے بعوض -/۲۰۰۰۰ روپے حق مہر پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان نکاحوں کو ہر لحاظ سے مبارک کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ، ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ، ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲ ؍ احسان ۱۳۶۹ ہش ۲ ؍ جون ۱۹۹۰ء

عجز کے لبادہ میں تکبّر

کسی شخص نے ایک بہت عالیشان کوٹھی بنوائی ۔ گھر کی ہر ضرورت سے اسے لیس کیا ۔ اور اپنے دوستوں کو دعوت دی اور کہا کہ بھئی میں نے بھی اپنے لئے ایک کٹیا بنا لی ہے ۔ آئیے کبھی تشریف لائیے ۔ بظاہر تو یہ عجز کا اظہار معلوم ہوتا ہے لیکن ہے یہ چھپا ہوا تکبّر ۔ وہ کٹیا تو نہیں ہے بلکہ کوٹھی ہے ۔ اور ایک رنگ میں اس شخص نے اپنے آپ کو دوسروں کے ساتھ ملانے کے لئے کٹیا کہہ دیا ہے کیونکہ اس کوٹھی کے مقابلہ پر ان کے مکانات کٹیا ہی ہیں ۔ حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے اسے تکبّر کا نام دیا ہے ۔ ایسا تکبّر جو عجز کے لبادہ میں چھپا ہوا ہے ۔ اور تو تکبّر سے جو نقصان ہوتے ہیں وہ ہونگے ہی لیکن ایک نقصان یہ بھی ہوگا کہ اس شخص کے دل میں تحدیث نعمت کے جذبات کم پیدا ہونگے ۔ ایک بہت بڑی کوٹھی کو کٹیا کہہ کر تو تشکر کے جذبات پیدا نہیں ہو سکتے ۔

اس سلسلہ میں ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کی مدد فرماتا رہے فرماتے ہیں کہ

> " متکبّر کو ہر دوسری چیز دکھائی دے رہی ہوتی ہے اپنا تکبّر دکھائی نہیں دیتا ۔ اس لئے ایسے مریضوں سے جب مجھے واسطہ پڑتا ہے جن کو یہ سمجھانا ہو کہ آپ متکبّر ہو رہے ہیں ۔ اپنی فکر کریں ۔ ورنہ یہ ہلاکت کی راہ ہے تو سب سے زیادہ مشکل ان کو یہ سمجھانے میں پڑتی ہے کہ آپ کے اندر تکبّر کا مادہ پایا جاتا ہے کیونکہ وہ شخص اپنے آپ کو عام طور پر عاجز سمجھ رہا ہوتا ہے "

ایسی حالتوں میں مناسب یہ ہوتا ہے کہ انسان دوسروں کی طرف دیکھے کہ وہ ان کے متعلق کیسے خیالات کا اظہار کرتا ہے ، اگر کسی دوسرے شخص کی کوٹھی دیکھ کر وہ اسے کٹیا کہتا ہے تو اپنی کوٹھی کو بھی کٹیا کہہ لے لیکن وہ ایسا نہیں کرتا ۔ اس وقت تو وہ یہ کہتا ہے " بھئی خوب کوٹھی کیا بنائی ہے محل ہی بنا لیا ہے " اگر یہی بات وہ اپنے متعلق سوچے اور کہے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے بہت اچھا مکان یا کوٹھی بنانے کی توفیق دی ہے تو یقیناً اس کے دل میں تشکر کے جذبات پیدا ہونگے ۔ سچ تو یہ ہے کہ ہر بات کو اس کی اپنی جگہ رکھ کر اس کے متعلق صحیح بات کا پیش کرنا ہی عجز اور تکبّر کے فرق کو نمایاں کرسکتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عجز اختیار کرنے کی توفیق دے اور ہمیں شکر گزاری کے جذبات سے نوازے ۔

دز دیدہ نگاہی کو کوئی اور نہ سمجھا
سمجھا بھی کوئی شخص تو فی الفور نہ سمجھا
جو شخص سمجھتا ہے کہ آنکھوں سے ملے آنکھ
اس دَور میں رہ کر بھی وہ یہ دَور نہ سمجھا
ـــــــــ ابوالاقبال

اپنے خالق کے حضور

دل کے آنگن میں بہاروں کا نظارا ہوتا
تُو کبھی آ کے جو مہمان ہمارا ہوتا

مَیں تو اندھا تھا مری جان تجھے پا نہ سکا
ڈھونڈ پاتا جو مجھے تُو نے پکارا ہوتا

جا گراتا جو ترے نور کے قلزم میں مجھے
دل کے دریا میں مرے کاش وہ دھارا ہوتا

ڈوب جاتا میں ترے بحرِ محبّت میں اگر
پھر تلاطم نہ سفینہ نہ کنارا ہوتا

ہائے تنکوں کے سہاروں نے ڈبویا ہے مجھے
جُز ترے کاش نہ کوئی بھی سہارا ہوتا

تیری دہلیز پہ مَر جاتا خوشی کے مارے
اندر آنے کا اگر مجھ کو اشارہ ہوتا

اَے مری جانِ تمنّا ! مجھے اتنا تو بتا
وہ اُدا کیا ہے کہ مَیں بھی ترا پیارا ہوتا

آسمانوں کے فرشتے مجھے سجدہ کرتے
تیری طاعت میں اگر وقت گذارا ہوتا

عہدِ پیری کو سمجھتا مَیں ملاقات کی رات
عمرِ رفتہ کو اگر مَیں نے سنوارا ہوتا

یوں کڑی دھوپ میں کیوں مار کے پھینکا ہے مجھے
اپنی دیوار کے سائے میں تو مارا ہوتا

آج تک دِل میں ظفرؔ کے یہ تڑپ ہے پیارے
چھوڑ کر سارے جہاں کو وہ تمہارا ہوتا

ظفر محمد ظفرؔ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ یادِ ماضی ـــ کچھ گذارشات

گورنمنٹ کالج لاہور ـــ اپنی عظیم روایات اور (پیدا کردہ) عظیم شخصیات کی وجہ سے جانا پہچانا ہے۔ ہمارے موجودہ امام بھی "اولڈ راوینز" میں سے ہیں۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب، ڈاکٹر عبدالسلام صاحب غرض ہر شعبہ زندگی میں اس کالج نے عظیم ہستیاں پیدا کیں۔

گذشتہ سال ۱۹۸۹ء گورنمنٹ کالج کو قائم ہوئے ۱۲۵ سال ہو گئے تھے۔ اس موقع پر کالج میگزین "راوی" نے اپنا سوا سو سالہ نمبر شائع کیا۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب پر جہاں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اور احسانات کیئے ہیں وہاں یہ اعزاز بھی ان کے حصہ میں آیا کہ، اس عظیم درسگاہ کے ۱۲۵ سالہ نمبر میں ان کا مضمون صفحہ اول پر شائع ہوا ہے۔

ہر چند کہ مضمون اپنی گوناگوں افادیت کے پیش نظر اس قابل ہے کہ ہر ایک اور بالخصوص نوجوان اور طلباء، پورا مضمون پڑھیں۔ لیکن الفضل کے سائز کے لحاظ سے یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ لہٰذا خاکسار نے مناسب سمجھا کہ اس کی تلخیص کر کے آپ تک پہنچا دوں۔ آگے آپ جیسے مناسب سمجھیں شائع کریں۔

نوٹ:۔ (خاکسار بھی اولڈ RAVIAN ہے اور گذشتہ دنوں لاہور جانے پر راوی کا مندرجہ بالا شمارہ نظر سے گزرا۔ اور خاکسار نے یہ مضمون فوٹوسٹیٹ کروا لیا۔) عبدالاعلیٰ نجم الثاقب

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ وہ ۱۹۲۶ء میں جھنگ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ سال کی عمر میں جھنگ کالج میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں بی۔ اے میں داخل ہوئے اور ۱۹۴۶ء میں ایم۔ اے کرنے کے بعد کیمبرج یونیورسٹی انگلستان میں داخل ہوئے۔

۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۴ء تک گورنمنٹ کالج میں ریاضی پڑھاتے رہے۔ لیکن چونکہ ملک میں رہتے ہوئے فزکس میں اعلیٰ تحقیق کے لئے سازگار ماحول نہ تھا لہٰذا بادل نخواستہ پاکستان کو چھوڑنا پڑا۔

کیمبرج میں تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہاں طلباء کلاس روم میں اس طرح بیٹھتے ہیں جیسے نمازی نماز سے قبل۔ اور استاد کے آنے سے قبل کمرے میں مکمل خاموشی ہوتی ہے۔ طلباء صرف اور صرف حصول علم کو اپنا مقصد گردانتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام کہتے ہیں کہ طلباء میں ڈسپلن، خود اعتمادی اور حصول علم کا وہ شوق تھا کہ مجھے اس طرح ڈھلنے میں دو سال لگے۔ کیمبرج میں بی۔ اے کا امتحان صرف ایک بار دے سکتے ہیں۔ ایک دلچسپ واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب میں پہلے دن کالج پہنچا تو میرا ۳۰ سیر کا بکس ریلوے سٹیشن سے ٹیکسی میں آ گیا مگر جب کالج میں پہنچ کر میں نے پورٹر سے کہا کہ میرا بکس کمرے میں پہنچا دو تو اس نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ وہ WHEEL BARROW ہے۔ آپ اسے اٹھائیے اور باقیوں کے ساتھ اپنے کمرے میں لے جائیے"۔

پاکستان میں تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد نظام تعلیم کا اولین مقصد یگانگت اور قومیت کو فروغ دینا ہونا چاہیئے تھا۔ اگر امریکہ کو دیکھیں تو اگرچہ وہاں ہر رنگ و نسل کے لوگ بستے ہیں لیکن سب یوں اپنی امریکی قومیت پر فخر کرتے ہیں کہ گویا سب کو پگھلا کر ایک امریکی بنا دیا گیا ہے۔ وہ سب اپنی روایات اور ثقافت اپنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور یہ سب سکولوں، کالجوں اور اخبارات و رسائل اور ریڈیو، ٹی۔ وی کے ذریعے ہوتا ہے (فروغ پاتا ہے)۔

ڈاکٹر صاحب موصوف اپنی ایک ذاتی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پاکستان میں ایک نئی اردو پیدا ہو جو پرانی اردو، سندھی، بلوچی، پشتو، انگریزی، پنجابی اور جھنگ کی منفرد بولی کا امتزاج ہو۔ جو یگانگت اور قومیت کا احساس بڑھائے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے سلسلے میں بتاتے ہیں کہ امریکی ہماری نسبت ۵۰ گنا زیادہ کماتا ہے۔ انگریز ۲۰ گنا، ایرانی ۸ گنا، عراق، الجیریا، شام اور مصر میں فی کس آمدنی ۶ گنا زیادہ ہے۔

یہ سب صرف اس لئے کہ اگر خدا تعالےٰ نے ان اقوام پر رزق کھولا ہے تو وہ اس کے حصول کے لئے جت گئے ہیں اور ملکی ترقی کو اپنی زندگی اور موت بنا لیا ہے۔ ایک وقت تھا کہ جاپان کا مال منڈیوں میں ناکارہ مال تھا۔ اب ٹیکنیکل میدان میں اسی کی ساکھ ہے۔ جاپانیوں کے بارہ میں ایک حیرت انگیز انکشاف سنیئے ۱۹ ویں صدی کے آغاز میں جاپانی گھوڑوں کی نعل سازی سے ناآشنا تھے اور جب امریکی فوج جاپان پہنچی تو ان کے ایڈمرل کا گھوڑا چوری ہو گیا اور دوسرے دن واپس کر دیا گیا۔ دراصل جاپانیوں نے گھوڑے کا نعل دیکھنے اور اسے بنانا سیکھنے کے لئے گھوڑا چرایا تھا۔

آج جاپان میں تعلیم کا معیار اس قدر بلند ہے کہ دنیا میں کسی جگہ بھی جاپان سے اونچے معیار کا میٹرک کا امتحان نہیں ہوتا۔ اور اسی امتحان پر ان کی آئندہ زندگی کا دارومدار ہوتا ہے۔ لیکن وہاں امتحانی راز افشاء نہیں ہوتے، ہڑتالیں نہیں ہوتیں۔ عمارتوں کے شیشے نہیں توڑے جاتے بلکہ سب نیک نیتی سے "امتحانی بخار" کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اب کچھ ذکر چین۔ بہت سال قبل جب ڈاکٹر صاحب چین گئے تو معلوم ہوا کہ وہاں کالج میں ہر ایک کو ۱۲ مضامین پڑھنے پڑتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ انھوں نے سمجھا کہ اس کا نتیجہ شاید یہ ہو کہ وہ ہر مضمون میں ہمارے کالج کے لڑکوں سے کم معیار کے ہوں گے۔ لیکن "جب تجربہ کے لئے میں ریاضی اور فزکس کی ایک ایک کلاس میں بیٹھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب معلوم ہوا کہ جو کچھ ہم بی۔ اے میں پڑھتے ہیں وہ وہاں ایک ۱۴ سالہ طالب پڑھتا ہے"۔ ہر چینی طالب علم ہفتہ میں ایک دن "ورکشاپ" میں کام کرتا ہے۔ تاکہ ملکی تعمیر میں اس کا بھی حصہ ہو۔ لکھتے ہیں کہ جس سکول میں، مَیں معائنہ کے لئے گیا تھا وہاں کچھ طالب علم ریڈیو بنا رہے تھے۔ کچھ بوتلوں میں تیل بھر کر بند کر رہے تھے اور کچھ اپنے ہم جماعتوں کے بال کاٹ رہے تھے۔ ایک کمرے میں تین چار بچے جوتیاں مرمت کر رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے بار ہا لوگوں سے پوچھا آپ محکمہ تعلیم سے وابستہ ہیں لیکن کام فیکٹریوں میں بھی کرتے ہیں۔ اس کے لئے اجازت کون دیتا ہے؟ لیکن جواب ایک ہی تھا کہ ہمارا اصول یہ ہے کہ ہر فرد خواہ وہ کہیں بھی ہو اگر وہ کسی تعمیری کام میں مدد کر سکتا ہے تو ضرور کریگا۔

۱۹۴۷ء میں جب ڈاکٹر عبدالسلام طلباء کے ایک گروپ کے ساتھ تباہ حال جرمنی کی حالت دیکھنے گئے تو وہاں ایک ریسرچ سکالر ملا جو پنجابی۔ جرمنی ڈکشنری بنا رہا تھا۔ "اگرچہ اس ڈکشنری سے کوئی خاص فائدہ حاصل نہ ہوگا لیکن پھر بھی وہ لوگ اپنا وقت تاش کھیلنے میں نہیں گزاریں گے۔ ہڑتالیں نہیں کریں گے۔ فلمیں نہیں دیکھیں گے۔ اپنے یونیورسٹی کے وقت کو کھیل کا وقت نہیں جانیں گے بلکہ علم پیدا کریں گے"۔ اور یہ سب ہمارے لئے نمونہ ہے۔

ایک کہانی

چین کے ہیرو چیئرمین ماؤزے تنگ نے ایک کہانی بیان کی ہے۔ جو ہر چینی نے مشعل راہ بنا رکھی ہے۔ پرانے زمانے میں چین کے شمال میں ایک بوڑھا رہتا تھا جس کا نام پیر کم عقل تھا۔ اس کے مکان کے سامنے ایک پہاڑ تھا جو سورج کی روشنی کو روکتا تھا ایک دن پیر کم عقل نے اپنے بیٹوں کی مدد سے پہاڑ کھودنا شروع کر دیا تا راستہ بنا کر روشنی کا انتظام کر سکیں۔ وہاں ایک پیر دانش ور بھی تھا۔ اس نے کہا یہ کیا کرتے ہو۔ بے عقل بوڑھا بولا اگر میں نہ کھود سکا تو میرے بیٹے اور پوتے کھودیں گے اور یہ سلسلہ جاری رہے گا حتیٰ کہ ایک دن یہ لعنت ہمارے دروازے سے دور ہو جائے گی۔ پیر کم عقل کی بات سن کر اللہ تعالیٰ کو ترس آ گیا۔ دو فرشتے آئے اور انھوں نے اس

باقی ص ۷ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد صدیق شاہد گورداسپوری

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کی
سیرت کا ایک پہلو

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک نہایت ہی ممتاز قابل فخر اور مایۂ ناز سپوت تھے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیاوی لحاظ سے آپ کو نہایت اعلیٰ اور عالمی سطح کے مناصب پر فائز فرمایا تھا اور آپ کو ملکی، عالمی اور قانونی بالادستی حاصل تھی۔ آپ کو دینی اور روحانی لحاظ سے بھی ایک بلند اور ارفع مقام حاصل تھا۔ تعلق باللہ۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ عشق بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور امامت احمدیہ سے والہانہ وابستگی جیسی اعلیٰ صفات آپ کی زندگی کا ایک طرۂ امتیاز تھیں۔

احمدیت سے بے پایاں محبت وعقیدت اور نظام جماعت کی پوری بشاشتِ قلبی کے ساتھ اطاعت اور فرماں برداری آپ اپنا فرضِ منصبی سمجھتے تھے۔

اسی سلسلہ میں ایک واقعہ خاکسار ذیل میں بیان کرنا چاہتا ہے جس کا اثر کبھی میرے ذہن سے محو نہیں ہو سکتا۔

خاکسار ۱۹۷۳ء میں خدمتِ دین کے سلسلہ میں امریکہ بھجوایا گیا اور ۲ر اگست ۱۹۷۳ء کو میں امریکہ کے دارالحکومت واشنگٹن پہنچا اتفاقاً اسی روز حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب بھی کسی کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن سے واشنگٹن پہنچے۔ آپ کا قیام ایک ہوٹل میں تھا۔ اگلے روز جمعہ تھا۔ مکرم چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ جو اس وقت امریکہ مشن کے امیر و مربی انچارج تھے، انہوں نے مجھے کہا کہ کل جمعہ ہے اور حضرت چوہدری صاحب بھی تشریف لائیں گے ان کی خدمت میں خطبہ جمعہ کے لئے عرض کروں گا لیکن اگر وہ رضامند نہ ہوئے تو جمعہ خاکسار کو پڑھانا ہوگا۔

چنانچہ اگلے روز جمعہ کے وقت حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب تشریف لائے اور بیت الفضل میں ایک طرف کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ کیونکہ گھٹنوں میں تکلیف کی وجہ سے فرش پر نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ چوہدری شریف احمد صاحب نے حسب پروگرام آپ کے پاس جاکر عرض کیا کہ آپ خطبہ ارشاد فرمائیں مگر حضرت چوہدری صاحب رضامند نہ ہوئے پھر کہا گیا مگر جواب نفی میں تھا۔ اس پر چوہدری شریف احمد صاحب نے کہا کہ چوہدری صاحب میں بحیثیت امام بیت الفضل واشنگٹن آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آج خطبہ جمعہ آپ ارشاد فرمائیں اس میں کوئی حکم نہیں تھا بلکہ ایک قسم کی بے تکلفی کا انداز تھا۔

میں نے دیکھا کہ ان الفاظ کا مکرم چوہدری شریف احمد صاحب کے منہ سے نکلنا تھا کہ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب فوراً کرسی سے اٹھے اور محراب میں تشریف لے گئے اور آپ نے محبت الٰہی کے موضوع پر ایک نہایت ہی مبسوط اور پُراثر خطبہ دیا جس کے بعد نماز پڑھانے کے لئے خاکسار کو ارشاد فرمایا۔

نماز کے بعد مکرم حضرت چوہدری صاحب خاکسار کو ایک طرف لے گئے اور فرمایا کہ آپ نے قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت فلاں آیت کریمہ کو صحیح نہیں پڑھا تھا اس کا تلفظ دراصل یوں ہے۔ آئندہ سے احتیاط کریں۔ خاکسار نے اس پر آپ کا شکریہ ادا کیا

یہ واقعہ جہاں حضرت چوہدری صاحب کی سیرت کے اس حسین پہلو کو اجاگر کرتا ہے کہ آپ کو اطاعت نظام سلسلہ کا کس قدر پاس تھا اور حضرت امام کے مقرر کردہ امیر کی ذاتی حیثیت اور ذاتی تعلق کی تو پرواہ نہ کی لیکن جب اس کی جماعتی حیثیت سامنے آئی تو آپ نے اطاعتِ امام کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کر دیا وہاں آپ کے عشقِ قرآن پر بھی دال ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت میں ذرہ سی غلطی بھی آپ برداشت نہ کر سکے۔ پھر غلطی کی اصلاح کا انداز بھی نرالا تھا کہ سب کے سامنے کچھ نہیں کہا بلکہ علیحدگی میں بلا کر اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔

باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ دے رکھا تھا مگر آپ کے اندر عاجزی انکساری اور منکسر المزاجی جیسی صفات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔

اگر دوست اپنے اپنے شعبہ کے متعلق ایسی معلومات فراہم کر سکیں جن سے جماعت کے نوجوانوں کو اپنے لئے ذریعہ معاش تلاش کرنے میں آسانی پیدا ہو یا مزید تعلیم حاصل کرنے کی خواہش پوری ہو سکے تو قارئین الفضل آپ کے ممنون ہوں گے۔

یہ معلومات دفتر الفضل کو مہیا کی جائیں۔

اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں ایک سیمینار

احمدیہ جماعت یو۔ کے نے دس اور گیارہ مارچ ۱۹۹۰ء کو اسلام آباد ٹلفورڈ، سرے میں ایک دعوت الی اللہ سیمینار منعقد کیا۔ اس سیمینار کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جس کے بعد مسٹر ولید احمد نائب سیکرٹری دعوت الی اللہ یو۔ کے نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا ایک مختصر پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس پیغام میں حضور نے فرمایا کہ سیمینار کا اصل مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ مفید نتائج برآمد کئے جائیں۔ دعوت الی اللہ کے سلسلے میں اس سیمینار سے مفید نتائج کی توقع ہونی چاہیئے۔ اس بات کو اصولی طور پر یاد رکھنا چاہیئے کہ جو احمدی کسی دوست کو جماعت میں داخل کروانے کا باعث بنتا ہے اسے اس شخص کی رہنمائی کا فریضہ بھی اپنے ذمے لینا چاہیئے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ بیعت تو آپ نے کروا دی لیکن بعد میں اس شخص کی کوئی خبر ہی نہ لی۔

حضور کے اس پیغام کے بعد یو۔ کے احمدیہ جماعت کے امیر مسٹر آفتاب احمد خان نے تمام حاضرین کو خوش آمدید کہا اور اپنے خطاب میں سیمینار کی اہمیت کا ذکر کیا۔ ایک واقعے کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ایک بڑے افسر نے ایک دفعہ ان سے کہا کہ اگر احمدی لوگ نماز پڑھنی چھوڑ دیں اور دعوت الی اللہ نہ کریں تو ہم انہیں مسلمان مان لیں گے۔ مکرم امیر صاحب نے کہا کہ اس افسر کا یہ خیال نہائت فکر انگیز ہے۔ آخر احمدیوں کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔ اس کی ایک اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ احمدیوں کے خیالات اعتقادات اور ان کا طریقِ کار دوسرے لوگوں پر اس رنگ میں اثر انداز ہوتا ہے کہ وہ جماعت میں داخل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایک لمبے عرصے سے سیاسی لوگوں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ حکمرانوں نے اپنے سیاسی مفاد کے لئے مذہبی لوگوں کو استعمال کرنا شروع کیا ہوا ہے۔

محترم امیر صاحب نے ذاتی کردار پر خاص طور پر زور دیا اور کہا کہ جہاں تک نیکی کا تعلق ہے ذاتی مثال بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔

محترم امیر صاحب کے بعد مولانا مرزا نصیر احمد، مانچسٹر کے علاقائی مربی مسٹر طاہر سلبی، بریڈفورڈ کے علاقائی مربی اور مولانا لئیق احمد طاہر، کرائیڈن کے علاقائی مربّی نے دعوت الی اللہ کے سلسلے میں اپنے تجربات بیان کئے۔ انہوں نے اپنی تقاریر میں دعوت الی اللہ میں پیش آنے والی مشکلات، مسائل اور ان کے حل کا ذکر کیا۔

دوسرا اجلاس مکرم مولانا بشیر احمد صاحب رفیق ایڈیشنل وکیل التصنیف کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ مسز ایچ فاروقی، مسٹر کے۔ آر ملک اور مسز سلیم ملک۔ نے اس اجلاس میں اس موضوع پر تقاریر کیں کہ اپنے مذہب کو موجودہ فضا میں کس طرح پیش کیا جا سکتا ہے۔ مولانا بشیر احمد رفیق نے تقاریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہر مقرر نے ذاتی کردار کو بہتر بنانے پر زور دیا ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں نوجوانوں کی خاص طور پر رہنمائی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ انہیں پتہ چلے کہ قرآنِ کریم کی تعلیم کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ کیا ہے اور اس زمانے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کس طرح زندگی گزارنے کے لئے ارشادات فرمائے ہیں۔

پہلے دن کا آخری اجلاس مولانا اے۔ کے شرما، یو۔ کے۔ کے سیکرٹری دعوت الی اللہ، کی صدارت میں ہوا۔ آپ نے ہر احمدی فرد کو داعی الی اللہ بنانے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ جو دوست یا بہنیں دعوت الی اللہ کرتی ہیں انہیں اپنے کام کی رپورٹ بھی بھیجنی چاہیئے۔

دوسرے دن کے آخری اجلاس کی صدارت مولانا عطاء المجیب راشد یو۔ کے احمدیہ جماعت کے مربی انچارج نے کی۔ اس اجلاس کے دوران مسز

باقی ص۷ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شریعت بل کا نفاذ

از قلم ایاز امیر

ڈان میں شائع شدہ ایک مضمون کا خلاصہ

انگریزی روزنامہ "ڈان" میں "اسلام آباد ڈائری" کے عنوان سے ایاز امیر کہتے ہیں کہ رومن لاء ۴۵۰ قبل مسیح میں تیار کیا گیا تھا۔ انگریزی قانون جیسے کینن کہہ سکتے ہیں وہ ...... یونیورسٹی میں سنہ ۱۱۰۰ء لیوتھر کے ایام میں تیار رہا۔ مارٹن لیوتھر نے اپنے مقالے جو گرجا گھر کے دروازے پر آویزاں کئے تھے ان کا سن ۱۵۱۷ عیسوی ہے۔ پاکستان میں اسلامی قانون کی تدوین کے لئے ابھی تک کوششیں جاری ہیں۔ کسی کو محض شریعت کے لفظ کے تقدس سے ان نتائج سے جو سامنے آئیں گے آنکھیں بند نہیں کر لینی چاہئیں۔ اگر یہ شریعت بل واقعی پاس ہو گیا۔ ایاز امیر کے خیال میں سینٹ نے ایک نہایت غلط مثال پیش کی ہے اور اگر قومی اسمبلی نے بھی اسکی منظوری دے دی تو ملک میں بحث و تمحیص اور مناقشات کا نہ بند ہونے والا دروازہ کھل جائے گا۔

پاکستان کے قیام کے ساتھ ہی یہ کوشش شروع ہو گئی تھی۔ دو مکاتب فکر ایک جس کی نمائندگی شاعر اقبال اور سیاست دان جناح کرتے تھے اور دوسرے ان بنیاد پرستوں کی جنہوں نے جناح کو برا بھلا کہا اور اقبال کو بھی اور پاکستان کے قیام کی مخالفت کی، لیکن جب وہ اپنے ارادے میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے اس بحث کا دروازہ کھول دیا اور گذشتہ ۴۲ سال سے یہ جھگڑا چلا آ رہا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پاکستان اور اسلامی نظریئے کے متعلق ایسی باتیں کہیں جو پاکستان کو قائم کرنے والوں کی زبان پر کبھی نہیں آئی تھیں ذوالفقار علی بھٹو کے اقتدار میں آنے پر یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے لیکن اسکے بعد جب ضیاء الحق نے حکومت کا تختہ الٹا تو یہ پھر سامنے آ گئے اور کھل کھیلنے لگے۔ فوجی حکمرانوں کی زیر نگرانی انہوں نے اپنے پیر جمانے شروع کر دیئے اور جب فروری ۱۹۸۵ء میں محمد خان جونیجو انتخاب کے ذریعے وزیر اعظم بنے تو یہ مذہبی سیاست کے نمائندے پھر ایک دفعہ پیچھے ہٹ گئے۔

شریعت بل ۱۹۸۵ میں پیش کیا گیا۔ لیکن اسے سرد خانہ میں ہی رہنے دیا گیا۔ ان دنوں سینٹ جونیجو سینٹ تھا اور وزارت قانون وسیم سجاد کے پاس تھی چنانچہ اس بل کو یونہی رہنے دیا گیا وہی سینٹ اب اس بل کے پاس کرنے کا باعث بنا ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ اس موقع پر پیپلز پارٹی کے اراکین نے وہ کردار ادا نہیں کیا جو انہیں کرنا چاہئے تھا وزیر قانون ان دنوں چین کا دورہ کر رہے تھے۔ جو وزراء سینٹ میں موجود تھے انہوں نے بھی کوئی خاص دلچسپی نہیں لی۔ اگر یہ شریعت بل پاس ہو گیا اور قانون بن گیا تو کوئی بھی شہری فیڈرل شریعت کورٹ یا ہائی کورٹ میں جا کر کسی بھی قانون یا دستور کی کسی بھی شق کو اس بناء پر چیلنج کر سکتا ہے کہ یہ قرآن اور سنت کے خلاف ہے جنرل ضیاء کی دستور میں ترمیموں کے مطابق پہلے ہی شریعت کورٹ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی قانون پر غور کر کے یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ وہ خلاف شریعت ہونے کی وجہ سے منسوخ کر دیا جائے لیکن اسوقت فیڈرل شریعت کورٹ کے اختیارات محدود ہیں یہ دستور کی کسی شق کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک اسلامی ریاست میں شریعت کا نفاذ نہیں ہونا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بات کی تو کوئی بھی مخالفت نہ کرتا ہے نہ کر سکتا ہے کہ شریعت کا نفاذ ہونا چاہئے۔ لیکن پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر شریعت ہے کیا؟ کون یہ کہنے کا حقدار ہے کہ یہ بات شرع میں شامل ہے یا جیسا کہ کاسٹیل آف فرانس نے کہا تھا کہ اقدام کون گننے گا۔ چودہ سو سال سے یا یوں کہہ لیجئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے وقت سے یہ بات ممکن نہیں رہی کہ تمام مسلمان کسی ایک بات پر متفق ہوں۔ اور اس کا اثر حکومتی فرائض پر بھی پڑتا ہے اس وقت سنی شیعہ دیوبندی بریلوی وہابی مختلف فرقے موجود ہیں اور ان سب کی شرع کے متعلق سمجھ بوجھ میں اختلاف ہے۔ ان میں سے کسی فرقے کا کوئی مولوی کسی دوسرے فرقے کے مولوی کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے تیار نہیں اور دیگر مذہبی رسوم کے سلسلے میں بھی ان میں متعدد اختلافات پائے جاتے ہیں۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اقبال اور جناح دونوں کو مولویت پسند نہیں تھی۔ اور اقبال نے تو مولوی کے کردار کو فساد پسند کہا ہے۔ جتنے بھی بڑے بڑے صوفی شاعر ہو گذرے ہیں یا جنہوں نے پاکستان کا تصور دیا ان سب کو مولویت کے طرز فکر اور طرز عمل سے اختلاف رہا ہے

ایاز امیر اس بات پر حیرانی کا اظہار کرتے ہیں کہ اس کے باوجود اس وقت بنیاد پرست آگے آ رہے ہیں اور یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اقبال اور جناح کبھی اس بات کو پسند نہ کرتے۔ اگرچہ اسوقت صدر غلام اسحٰق خان اسکو برداشت کر رہے ہیں لیکن آخر وہ اقبال اور جناح کے ڈھانچے میں تو نہیں بنے ہوئے

سینٹ نے اس بات کا مظاہرہ کیا ہے کہ اس وقت وہ پبلک خیالات سے بے خبر ہے اور پیپلز پارٹی نے اس شریعت بل میں پوری طرح دلچسپی نہ لے کر اپنی نااہلی کا ثبوت دیا ہے۔

ایاز امیر کا خیال ہے کہ شریعت بل قومی اسمبلی میں آئندہ تین ماہ کے اندر یا منظور کیا جائے گا یا اس میں ترامیم کی جائیں گی یا اس کو رد کیا جائے گا۔ اگر اس کو رد کیا گیا تو سینٹ اسمبلی اور سینٹ کا اکٹھا اجلاس بلا سکتے ہے اور وہاں یہ بل پھر اپنی اصلی حالت میں پیش کیا جائے گا۔ نتیجہ کیا نکلے گا اس کے متعلق صرف سوچا جا سکتا ہے کہا کچھ نہیں جا سکتا۔

متفرق باتیں

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا کہ ہمیں دوسرے لوگ اپنا غلام بنائیں۔ بعض اوقات ہم حالات کو اجازت دے دیتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنا غلام بنا لیں بعض اوقات ہم تسلسل سے ایک ہی طرح کام کئے جانے کی اجازت دے دیتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنا غلام بنا لے بعض اوقات ہم بعض چیزوں کو اس بات کی اجازت دے دیتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنا غلام بنا لیں۔ اور جب ہماری قوتِ ارادی کمزور ہوتی ہے تو ہم خود بھی اپنے آپ کو اپنا غلام بنا لیتے ہیں۔

خوشی کوئی نہ کوئی تکلیف برداشت کرنے سے ہی ملتی ہے۔ البتہ سچی خوشی اور جھوٹی خوشی میں فرق یہ ہے کہ سچی خوشی کی قیمت پہلے ادا کی جاتی ہے یا اس کے لئے پہلے تکلیف برداشت کی جاتی ہے جب کہ جھوٹی خوشی کی قیمت بعد میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ یا یوں کہیے کہ اس کے بعد تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

بعض کام بلند شان والے سمجھے جاتے ہیں اور بعض کام اچھی نظر سے نہیں دیکھے جاتے مثلاً فلسفہ کا ذکر کیجئے اور کسی کے متعلق یہ کہیے کہ وہ فلاسفر ہے تو چاہے وہ کیسا ہی فلاسفر ہو اس کی عزت کی جائے گی اس لئے نہیں کہ اسے فلسفہ کتنا آتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس کا نام فلسفہ کے ساتھ منسلک ہے۔ اور دوسری طرف گھروں میں پانی کی پائپیں لگانے والا شخص چاہے کتنا ہی اچھا کام کرتا ہو اسے زیادہ بلند شان کا انسان اس لئے نہیں سمجھا جائے گا کہ وہ جس پیشے سے منسلک ہے۔ اسے بہت زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی اسی لئے کسی نے کہا ہے۔ کہ اگر آپ پائپ لگانے والے شخص کی مہارت کا اعتراف نہیں کریں گے کیونکہ یہ ایک بلند شان والا پیشہ نہیں سمجھا جاتا اور اگر آپ کمزور فلسفے کے انسان کی اس لئے زیادہ قدر کریں گے کہ اس کا فلسفہ سے تعلق ہے تو یقین جانئے نہ آپ کی پائپیں ٹھیک لگیں گی۔ نہ آپ کو اچھا فلسفہ ملے گا۔ دونوں

باقی ص ۷ کالم ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قانتہ میر
گوجرانوالہ

نوجوان نسل اور منشیات

نوجوان نسل کو منشیات کے استعمال سے کیسے چھٹکارا دلایا جائے۔ یہ ایک بہت ہی اہم نوعیت کا سوال ہے جو روز بروز ہمارے لئے ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ جس سے پاکستان کا ہر ذی شعور فرد ہراساں اور پریشان نظر آتا ہے۔ کیونکہ وہ نوجوان جنہیں آئندہ ملک کی باگ ڈور سنبھالنا ہوگی اور جن پر قوم کے مستقبل کا انحصار ہوتا ہے۔ ان نوجوانوں کو راہ راست پر لانے اور ان کو تحفظ دینے کیلئے حکومت اور حکومتی ادارے اور معاشرے کا ہر فرد فکرمند نظر آتا ہے۔

منشیات کے بڑھتے ہوئے عفریت کو دیکھتے ہوئے ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ آج کا نوجوان کیا چاہتا ہے۔ اس کی بنیادی ضروریات اور خواہشات کیا ہیں۔ اس کے محرکات اور مقاصد کا جائزہ لینا چاہیئے۔ وہ کس قسم کے ماحول میں سانس لے رہا ہے۔ اسے کون سی پریشانیوں اور ناامیدیوں کا سامنا ہے۔ جن سے بچاؤ کے لئے اسے منشیات کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ ہمارا آج کا معاشرہ مادیت پسندی کی طرف مائل ہے۔ جو معاشرتی ناہمواریوں اور برائیوں کی دلدل میں جکڑا ہوا نظر آتا ہے اور ان معاشرتی خرابیوں کے ساتھ ساتھ ہر فرد ذہنی دباؤ، تناؤ، کشمکش، نفسیاتی اور گھریلو الجھنوں، عدم تحفظ اور خود اعتمادی کے فقدان کا شکار ہے۔ کچھ افراد تو یہ دباؤ اور تناؤ برداشت کر لیتے ہیں۔ کچھ ہمت ہار کر مصنوعی سہاروں پر انحصار کرتے ہیں۔ اور منشیات وغیرہ کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ کچھ ذوقِ تجسس میں تجربہ کرنے کے لئے ہیروئین کی طرف آتے ہیں بعض بری صحبتوں کی وجہ سے اس طرف راغب ہوتے ہیں۔ منشیات کے استعمال کی اہم وجہ اس کی آسانی سے دستیابی بھی ہے۔ ان تمام حالتوں میں معلومات کی کمی اور نشہ کے برے اثرات سے لاعلمی کا بہت دخل ہے۔ نشہ استعمال کرکے فرد یہ سمجھتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ دنیا کے تمام جھمیلوں سے چھٹکارا مل گیا ہے۔ اور سکون ہی سکون ہے۔ جبکہ اس وقتی سکون کی خاطر وہ زندگی بھر کا روگ پال لیتا ہے

آج کا نوجوان دیکھتا ہے کہ شہروں میں غیر شخصی اور غیر ذاتی تعلقات کی وبا دیہات کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ اس کے والدین کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ اسے اپنی شفقت اور محبت سے نوازیں جو اس میں خود اعتمادی اور یقین پیدا کر سکتی ہے بچہ اس دنیا کے ساتھ تعلق ماں کے ذریعے قائم کرتا ہے۔ ماں بچے کو پیار دیتی ہے وہ اسکی شخصیت کی نشوونما کا باعث بنتا ہے۔ اگر ماں اور باپ کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم نہ ہوں تو اس سے بچے کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں ایک تحقیق کے مطابق جہاں ماں، باپ کا کردار ادا کرتی ہے اور باپ خاموش تماشائی ہے وہاں دوسرے خاندانوں کے مقابلے میں منشیات کے عادی زیادہ ہوتے ہیں۔

آج کے نوجوان کے لئے تعلیمی ماحول بھی سازگار نہیں تعلیمی اداروں میں ایک بے چینی کی فضا پائی جاتی ہے۔ استاد اور شاگرد کے درمیان ایک دوری اور وسیع خلیج حائل ہوتی جا رہی ہے حالانکہ علم کے لئے استاد اور شاگرد کے درمیان ایک مکمل گفت و شنید ہونا ضروری ہے چنانچہ آج کا نوجوان ہر وقت اپنے آپ کو ایک چوراہے پر کھڑا پاتا ہے اور اسے معلوم نہیں کہ صحیح راستہ کس طرف کو جاتا ہے۔

نسلِ حاضر شور و شر میں کس قدر بیباک ہے؟
کیا لکھا ہے ان کی قسمت میں کسے ادراک ہے؟
آہ کن آفات میں محصور ارضِ پاک ہے
خون سے گلرنگ ہے شعلوں سے آتشناک ہے

فرد کو ایک ایسا سازگار ماحول میسر ہونا چاہیئے جس میں مکمل تحفظ ہو اساتذہ اور طلبہ کے درمیان اور خود طلبا کے مابین خوشگوار تعلقات ہوں جو جسمانی، جذباتی، اور سماجی بہبود کا موجب ہوں۔

انسداد منشیات کے سلسلے میں اس قدر باہمی اور کام کرنے کے باوجود منشیات کے استعمال میں دن بدن اضافے کی وجہ مسئلہ کو پوری طرح نہ سمجھنا ہے۔

یہ مسئلہ دراصل ایک ایسے انسان کا ہے۔ جسے تنہا چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو بھرپور احساس زندگی سے محروم ہے اور مقاصدِ زندگی کے حصول کے احساس سے عاری ہے زندگی کے تلخ حقائق اور واقعات سے نپٹنے کے لئے وہ قوتِ ارادی اور جوش و ولولہ سے محروم ہے۔ متحرک رہنے کے باوجود اس کا چہرہ سچی خوشی کے جذبات سے یکسر عاری ہے۔ وہ اپنی مصیبتوں کا ذکر کرنے میں بہت ماہر ہے۔ اس کی بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ وہ اپنی صلاحیتوں کا اظہار چاہتا ہے۔ اپنی خواہشات کی تسکین چاہتا ہے۔ عدل چاہتا ہے۔ محبت کا طلبگار ہے اور یہ سب کچھ وہ اپنے تجربے، مشاہدے اور تجزیئے سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کیا ہمارا معاشرہ اسے اس تجربے اور مشاہدے کے لئے آزادانہ ماحول فراہم کرتا ہے؟ اگر ہم فرد کو نفسیاتی طور پر یہ احساس دلائیں کہ وہ ہم میں سے ہے اور ہم ان میں سے ہیں۔ ہماری خوشی مشترکہ اور ہمارا غم ایک ہے۔ ہم سب ایک ہی خدا کے بندے ہیں۔ تو فرد اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے آپ کو معاشرے کا ایک فعال رکن سمجھتا ہے۔ دماغ کے ساتھ قلب کی بھی صفائی ضروری ہے حدیثِ رسولؐ ہے کہ ہر چیز کی صفائی ہے اور دل کی صفائی ذکرِ الٰہی ہے۔ اگر نشہ کی عادت نہیں ہے تو اپنی قوتِ ارادی سے اس سے محفوظ رہا جا سکتا ہے یہی صحت مندانہ اور ذمہ دارانہ زندگی کی علامت ہے۔ اس سے کبھی بھاگنے کی کوشش نہ کی جائے۔ یہی وقت کی آواز ہے۔ اس سلسلے میں ابتدائی روک تھام کے لئے "عوامی ذہنی صحت" کی تحریک کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔

اگرچہ منشیات کے خلاف جنگ جاری ہے۔ لیکن اس وباء کے ہمہ جہت پھیلاؤ اور گوناگوں خطرات کے پیش نظر ضروری ہے کہ والدین قانون نافذ کرنے والے ادارے اور صحت اور سماجی بہبود کے شعبہ جات بھی اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

منصور احمد مبشر

بادام کے خواص

بادام کی تین بنیادی اقسام دنیا میں زیادہ مشہور ہیں۔

۱۔ بادام شیریں۔ ۲۔ بادام تلخ۔ ۳ بادام صحرائی

بادام کی افزائش کے لئے سرد مرطوب موسم ضروری ہے۔ اسی لئے افغانستان اور ایران کے مخصوص علاقوں میں اس کی بہت پیداوار ہوتی ہے۔ بادام کا استعمال ساری دنیا میں کیا جاتا ہے۔ بادام کا مزاج گرم اور تر ہے یونانی طب میں بادام کے بہت سے مرکبات استعمال کئے جاتے ہیں۔

بادام شیریں دماغ کی طاقت اور تیزی کیلئے بہت مفید ہے۔ بادام صالح خون پیدا کرتا ہے۔ قبض کے لئے بھی اسے ہمراہ دودھ استعمال کیا جاتا ہے۔ نیز قولنج میں بھی بہت مفید ہے۔ بادام دماغ کو جلا بخشتا ہے۔ دماغ کی صفائی کرتا ہے۔ نظر کی تیزی کے لئے اور اسے برقرار رکھنے کیلئے بادام کا استعمال بہت مفید ہے۔ بادام مثانے کی صفائی کر کے بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے بادام تلخ کا روغن عام طور پر سر درد کیلئے کان درد کیلئے۔ کان کے کیڑے دور کرنے کیلئے۔ سر کی جوئیں دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ بادام شیریں کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ عام طور پر پانچ سے سات کی تعداد میں استعمال کرتے ہیں بادام جہاں اپنے خواص کے لحاظ سے بنیادی اہمیت رکھتا ہے وہاں اس کا چھلکا بہت ثقیل اور غیر زود ہضم ہے۔ مگر اس کا روغن بہت ہاضم ہے۔ اگر اس کا چھلکا اتار کر استعمال کیا جائے تو یہ زود ہضم ہو جاتا ہے وہ طریق یہ ہے کہ اسکو پانی میں کچھ دیر کے لئے بھگو دیا جائے تو چھلکا آسانی سے اترنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

رقیق پانی نما نزلہ جو گلے پر گرتا ہے اس کے لئے بادام شیریں بہت مفید ہے مغز کدو نیم تولہ میں پانچ عدد بادام۔ ان دونوں کو باہم پیس لیں اور روزانہ کچھ روز استعمال کرنے سے بہت فائدہ مند ثابت ہوتا ہے اسی طرح پرانی کھانسی کے لئے بادام کو کالی مرچ اور مصری کوزہ کے ساتھ استعمال کریں تو بہت جلد افاقہ ہوتا ہے۔ تینوں کو ہموزن لے کر باہم پیس لیں اور اسکا سفوف آدھا چمچ روزانہ استعمال کریں تو کالی کھانسی کی صورت میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

اگر کسی کی آواز نزلہ، کھانسی یا زکام کی وجہ سے بیٹھ گئی ہو تو روغن السی، روغن بادام تلخ اور چلغوزہ کو آپس میں ملا کر سیاہ چنے کے برابر گولیاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیار کر لیں اور دن میں چار پانچ مرتبہ استعمال کرنے سے آواز کھل جاتی ہے۔ اگر خشکی کی وجہ سے نیند نہیں آتی تو تین ماشہ خشخاش میں پانچ دانے بادام کے ڈال کر پیس لیں اور سونے سے پہلے ایک چمچ استعمال کریں تو آہستہ آہستہ قدرتی طور پر نیند آکر دوائی کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی۔ طلبہ و طالبات کیلئے حافظہ کی تیزی کیلئے ۷ عدد بادام کی گریاں پانچ عدد منقی اور تین عدد کالی مرچیں آپس میں پیس کر ملالیں اور منہ نہار استعمال کرنے سے حافظہ کو تیز کرنے میں بہت مدد ملتی ہے جسم سے داغ دھبے دور کرنے کے لئے بادام تلخ کا روغن اگر سرکے کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جائے تو داغ دھبے دور ہو جاتے ہیں۔ تین تولہ سرکہ میں چھ ماشے روغن بادام ملانا چاہیئے۔

جدید تحقیقات کی رو سے بادام میں ۲۰ فیصد لحمی اجزاء ہیں مچھلی اور گوشت سے زیادہ مقدار میں ہیں۔ ۵۳ فیصد زود ہاضم روغن ہوتا ہے۔ ساتھ ہی وٹامن ای اور سی نیز فولاد، نشاستہ اور قدرتی شکر پائی جاتی ہے۔ اور انڈے سے دگنی مقدار میں وٹامن بی۲ پایا جاتا ہے۔

بقیہ: صـ۳ سے آگے

لعنت کو دور کر دیا۔

آخر پر لکھتے ہیں "میری غرض یہی ہے کہ سوسائٹی کی لعنتیں ان دو پہاڑوں کی مانند ہیں۔ اپنے حلقۂ اثر میں PATIENCE کے ساتھ دور کرنے میں کوشاں ہو جائیے۔ اللہ کی پاک ذات کو آپ کی کوششوں پر بھی ترس آئے گا...... آپ اپنا فرض ادا کیجئے۔ خدا تعالیٰ کی پاک ذات ان میں بہت برکتیں ڈالے گی"۔

آخر پر لکھتے ہیں مجھے دو ہی کتابوں سے شغف ہے۔ ایک قرآن کریم اور دوسری شمائل ترمذی۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ایک مرتبہ ہسپتال میں داخل تھے میں عیادت کے لئے گیا۔ ساتھ شمائل ترمذی لے گیا انہیں دی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں (اگر خدا نے چاہا) اس کا انگریزی میں ترجمہ کرنا چاہتا ہوں۔ جب کئی ماہ بعد میں دوبارہ ان سے ملنے گیا تو انہوں نے شمائل ترمذی کا انگریزی ترجمہ مجھے تھماتے ہوئے کہا کہ میں نے سوچا شاید تمہیں وقت نہ ملے۔ میں ہسپتال میں فارغ تھا لہذا میں نے اس وقت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ترجمہ کر دیا"۔

ڈاکٹر صاحب آخر پر طلباء سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ آپ شمائل ضرور پڑھیں اس کے پڑھنے سے بہت کچھ حاصل ہو گا۔

بقیہ: صـ۵ سے آگے

زیادہ وقیع نہیں رہیں گے۔

اگر کوئی شخص جنگلوں میں صرف آدھا دن گھومتا پھرے اور لوگوں کو یونہی گھومتا پھرتا نظر آئے تو وہ بڑی آسانی سے اسے آوارہ گرد کہہ دیں گے لیکن اگر کوئی شخص سارا دن جنگل میں گھومتا پھرے اور لکڑیاں کاٹے اور درخت گرائے اور زمین کو گویا کہ گنجی کر دے تو اس کی بڑی قدر کی جائے گی لوگ کہیں گے بڑا محنتی ہے اور بڑا کام کرنے والا شہری ہے۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ کچھ لوگ کم کھاتے ہیں اور کچھ زیادہ۔ اور کچھ بہت ہی زیادہ اور غلطی سے سمجھا یہ جاتا ہے کہ جو زیادہ کھاتا ہے وہ زیادہ طاقت ور ہے۔ حالانکہ زیادہ کھانے والا نہیں بلکہ زیادہ ہضم کرنے والا مضبوط آدمی ہوتا ہے۔ جو کچھ ہمیں نفع میں ملتا ہے وہ ہمیں امیر نہیں بناتا بلکہ جو کچھ اس نفع میں ملنے والی رقم میں سے ہم بچاتے ہیں۔ وہ رقم ہمارے امیر یا غریب ہونے کا تصور پیش کرتی ہے یہ نہیں کہ ہم بہت زیادہ مطالعہ کریں تو یہ کہا جائے کہ ہم بہت بڑے عالم ہو گئے ہیں۔ عالم بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم بہت کچھ یاد رکھیں جتنا ہم مطالعہ کرتے ہیں۔ اس میں سے جو کچھ ہمیں یاد رہ جاتا ہے۔ وہی باتیں ہمارے عالم ہونے کی ضمانت ہو سکتی ہیں اور باکردار شخص کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ وہ دوسروں کو اچھی باتیں بتائے بلکہ اسے خود بھی ان پر عمل کرنا لازمی ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ لوگوں کو اچھی باتیں بتانے سے ہم خوش کردار نہیں ہو سکتے صرف اچھی باتوں پر عمل کرنے سے ہم خوش کردار بن سکتے ہیں۔

اپنا وقار قائم کرنے کے لئے یہ ایک بہت اچھی نصیحت ہے کہ آپ دوسروں کے سامنے اپنے آپ کو زیادہ عالم ثابت کرنے کی کوشش نہ کریں۔ کہتے ہیں کہ اپنے علم کو اپنی جیبی گھڑی کی طرح رکھئے۔ یعنی چھپا کر۔ ہر وقت اس کا اظہار نہ کیجئے یہ نہیں کہ آپ بار بار اپنی گھڑی کو نکال کر اس پر وقت دیکھنے کے لئے ایک دو تین چار گننا شروع کر دیں۔ بلکہ آپ اپنی گھڑی کو صرف اسی وقت جیب سے نکالیں جب آپ سے وقت پوچھا جائے یا آپ خود وقت جاننا چاہیں۔ بالفاظ دیگر اپنے علم کا اظہار صرف اسی صورت میں کیا جائے کہ لوگ آپ سے کچھ پوچھنا چاہیں۔ یا آپ سمجھیں کہ اس وقت لوگوں کو فلاں بات بتانے کی ضرورت ہے اور وہ بات ان کی ضرورت کو واقعی پورا بھی کرے۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

طاہرہ روحی شاہ، مسز پیٹ ڈکس نیلا، ڈاکٹر حامد اے خان اور مسٹر ہاشم سعید نے تقاریر کیں۔ آپ سب کا موضوع تھا "ہر احمدی کو داعی الی اللہ بنانے کا ہدف کس طرح پورا کیا جائے"۔ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے اپنے صدارتی اختتامی خطاب میں اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ دعوت الی اللہ کرنے کے لئے حکمت کی ضرورت ہے اور موقعے کی مناسبت کا خیال کرنا بھی لازمی ہے۔ آپ نے کہا کہ دعوت الی اللہ تو ہم کرتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ یہی جذبہ دوسروں میں پیدا کرنے میں مشکلات محسوس کرتے ہیں۔ اس سیمینار کے انعقاد کے لئے ایک کمیٹی بنا دی گئی تھی جس کے ممبران مسٹر سلیم ملک، مسٹر ولید احمد، مسٹر ظہیر ایاز اور شیخ عبدالرحمٰن تھے۔ ان سب دوستوں نے مولانا اے۔ کے شرما کی ہدایات کے مطابق اور ان کی زیر نگرانی کام کیا۔ اس موقعہ پر خدام الاحمدیہ کے اراکین نے بھی خصوصی مساعی سے سیمینار کو کامیاب بنایا۔ مسٹر منور باجوہ لندن کے قائد اور مسٹر انیس اے۔ ناصر لندن کے معتمد نے اس سلسلے میں خاصی تگ و دو کی۔ ڈاکٹر ولی۔ اے۔ شاہ اور ان کی ضیافت ٹیم نے بروقت اور بہتر کھانے کا انتظام کر کے سب کی داد و تحسین حاصل کی۔ اس موقعے پر مسٹر ہاشم سعید نے ایک بک سٹال لگا کر حاضرین کو یہ موقعہ فراہم کیا کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق کتابیں خرید سکیں۔ (ن۔س)

بقیہ: صـ۱ سے آگے

نے اس گندم کو نکالا اور اندازہ کیا۔ اس کے بعد وہ گندم دس دن میں ہی ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے راہ بے انتہاء ہیں۔ سب چیزیں اور مال و دولت اسی کے پاس ہے۔ زمین و آسمان اسی کے پاس ہے۔ اس کا اربوں ارب حصہ بھی کسی کے پاس نہیں۔ پھر اسے ہمارے چندوں کی کیا ضرورت ہے وہ تو ان ذریعوں سے ہمیں ثواب کا موقع عطا کرتا رہتا ہے ورنہ اسے ان کی ضرورت نہیں۔ ہزاروں ایسے امیر ہیں جو غریب ہو گئے اور ہزاروں ایسے غریب ہیں جو امیر ہو گئے"۔

(خطبہ جمعہ ۲ جولائی ۱۹۴۸ء)

یاد رفتگان

یاد رفتگان کے سلسلہ میں مضامین نہائت احتیاط سے لکھنے کی ضرورت ہے، واقعاتی امور کو زیادہ مدنظر رکھا جائے۔ تاکہ خوبی کا اظہار واقعہ سے ہو نہ کہ محض جذبات سے۔

اس سلسلہ میں حضرت مولینا ابوالعطاء صاحب جو ۱۹۷۵ء میں ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن) تھے نے الفضل کے ایڈیٹر صاحب کو ۲۷ اگست ۱۹۷۵ء کو تحریر فرمایا۔

"وفات یافتہ احباب کے ذکر میں اور روایات کی اشاعت میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت (امام جماعت الثالث) نے اس بارے میں خاص ارشاد فرمایا تھا......

میرے نزدیک محترم حافظ مبارک احمد صاحب (   ) کے بارے میں جو نوٹ ۲۵ ظہور الفضل میں شائع ہوا ہے۔ وہ بہت غیر محتاط ہے۔ خصوصاً آخری کالم کے دو حصے قابل اعتراض ہیں"۔

آپ کی توجہ کے لئے یہ سطور لکھ دی ہیں۔ حضرت مولینا ابوالعطاء صاحب کا آج سے پندرہ سال قبل کا یہ خط اس وقت شائع کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اب بھی بہت سے دوست یاد رفتگان کے سلسلہ میں مضامین لکھ رہے ہیں۔ یہ خط جملہ لکھنے والوں کی راہنمائی کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔

مدیر الفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نصرت جہاں اکیڈمی کا شاندار نتیجہ

خدا کے فضل سے "نصرت جہاں اکیڈیمی" کا میٹرک کا رزلٹ امسال بھی ۱۰۰٪ رہا۔ اس سال کے نتیجہ کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ کل ۲۱ طلباء اکیڈمی کی طرف سے امتحان میں شریک ہوئے۔ ۲۰ طلباء فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ گریڈز کے اعتبار سے تقسیم مندرجہ ذیل ہے۔

	گریڈ	فیصد	تعداد طلباء	فیصد
۱-	A-1 گریڈ	۸۰ فیصد سے زائد	۸	۳۸۰۱
۲-	A گریڈ	۷۰ فیصد سے ۷۹ فیصد تک	۸	۳۸۰۱
۳-	B گریڈ	۶۰ فیصد سے ۶۹ فیصد تک	۴	۱۹۰۱
۴-	C گریڈ	۵۸ فیصد سے زائد	۱	۴۰۸
			۲۱	۱۰۰ــ۰۱

اکیڈیمی کے طالب علم عزیزم محمد احسن ولد چوہدری بشارت احمد صاحب ایڈووکیٹ ۷۴۳ نمبر حاصل کر کے ربوہ کے تمام سکولوں میں اوّل آئے۔ عزیزم ناصر داؤد احمد ابن مکرم میر مسعود احمد صاحب نے ۷۰۷ نمبر حاصل کر کے دوسری اور عزیزم محمد مسلم نبیل نے ۷۰۴ نمبر حاصل کر کے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ گذشتہ سال بھی اللہ کے فضل سے نصرت جہاں اکیڈمی کے ہی ایک طالب علم عزیزم قاسم اسلام نے میٹرک کے امتحان میں شہر بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کی تھی۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہماری یہ کامیابی مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈیمی ربوہ)

"میں علم کی بڑی چوڑی بنیاد رکھنا چاہتا ہوں۔ وسعت کے لحاظ سے۔ جب تک وسعت نہیں ہوگی اس وقت تک رفعت بھی نہیں ہوگی۔ جتنا اونچا مینار لے کر جانا ہو اتنی مضبوط بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ہر بچے کو خواہ وہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوتا ہے میٹرک پاس ہونا چاہیئے۔"

خطبہ جمعہ ۱۴ مارچ ۱۹۸۰ء

"قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے اور اس میں بیان کردہ حقائق پر غور کرنے کے لئے ہمارا ہر بچہ میٹرک ضرور پاس کرے۔"

خطبہ جمعہ مئی ۱۹۸۱ء

خبریں

ملکی خبریں

○ صدرِ مملکت مسٹر غلام اسحٰق خان نے وزیر اعظم کو مشورہ دیا ہے کہ کراچی اور حیدرآباد کے فساد زدہ علاقوں کا کنٹرول فوج کے حوالے کر دیا جائے۔ وزیرِ اعظم نے اس تجویز کے بارے میں اعلیٰ حکام سے صلاح مشورہ شروع کر دیا ہے۔ صدر اور وزیرِ اعظم نے اس بات پر اتفاق کیا کہ صوبہ سندھ میں صدر راج کا نفاذ حالات کو معمول پر لانے کی گارنٹی نہیں ہے۔ صدرِ مملکت نے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ حیدرآباد کی انتظامیہ متحارب گروپوں میں فریق بن گئی ہے اور اس نے سیاسی محرکات کے پیش نظر کارروائیاں کی ہیں۔

○ جمیعت علمائے پاکستان کے مولانا عبدالستار نیازی نے کہا ہے کہ صدر کی طرف سے راست اقدامات نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

○ آزاد کشمیر کے سابق وزیرِ اعظم سردار سکندر حیات کا انتخاب آزاد کشمیر کی سپریم کورٹ نے ناجائز قرار دے دیا ہے۔ سپریم کورٹ نے کہا ہے الیکشن کمشنر اور ریٹرننگ آفیسر دونوں نے غیر قانونی کاغذاتِ نامزدگی منظور کئے ہیں۔

○ پنجاب اور مرکز کے درمیان محاذ آرائی کے خاتمے کے لئے مذاکرات کا پہلا دور مکمل ہوگیا ہے۔ وفاقی حکومت کی طرف سے سیّد یوسف رضا گیلانی اور ملک محمد قاسم اور حکومت پنجاب کی طرف سے میاں منظور احمد وٹو غلام حیدر وائیں اور ملک نعیم نے مذاکرات میں حصّہ لیا۔

○ بھارت کے مظالم سے تنگ آکر آزاد کشمیر کا رخ کرنے والے کشمیریوں کے ایک قافلے پر بھارت نے اندھا دھند فائرنگ کر دی جس سے ۱۵۔ افراد شہید ہو گئے

○ گوجرانوالہ میں انجمن طلبائے اسلام اور پولیس کے درمیان جناح روڈ راجی ٹی روڈ، ایس ایس پی آفس اور گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں متعدد جھڑپیں ہوئیں جس سے متعدد طلباء زخمی ہو گئے۔ جبکہ پتھراؤ سے ایک کانسٹیبل بھی زخمی ہوگیا۔

غیر ملکی خبریں

○ سائنس دانوں نے بتایا ہے کہ کرۂ ارض کا درجہ حرارت تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ آئندہ صدی میں درجہ حرارت میں اتنا اضافہ ہوگا جتنا پچھلے دس ہزار سال میں بھی نہیں ہوا۔

○ عراق کے صدر صدام حسین نے کہا ہے کہ اگر عراق کی اسرائیل سے جنگ ہوئی تو وہ مکمل تباہی لانے والے ہتھیار استعمال کرے گا۔ شاہ حسین نے کہا ہے کہ یہودیوں کی اسرائیل میں نقل مکانی اردن کے خلاف جارحیت ہے

○ مقبوضہ کشمیر کے سابق گورنر مسٹر جگ موھن کو بھارت کے ایوانِ بالا کا رکن بنا لیا گیا ہے۔

○ افغانستان میں افیون کی پیداوار پانچ سال میں چھ سو ٹن ہوگئی ہے۔ پاکستان میں پیداوار میں کمی ہوئی ہے۔ پاکستان میں موجود تمام لیبارٹریاں سرحد پار منتقل کر دی گئی ہیں۔

○ افغانستان کے صدر نے تجویز پیش کی ہے کہ مسئلہ افغانستان کے حل کیلئے ایک بین الاقوامی کانفرنس بلائی جائے۔

○ مقبوضہ بیت المقدس میں بم کے دھماکے سے ایک یہودی ہلاک ہوگیا ہے جب کہ ۹ دیگر زخمی ہو گئے۔

پتہ

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں ــــــ مینجر

ڈیلر
پاک فین ــ احمد فین
نیز سامان بجلی ارزاں نرخوں پر دستیاب ہے
رشید الیکٹرک سٹور۔ ریلوے روڈ ربوہ

احمدیت کی دوسری صدی کا آغاز مبارک
سونے چاندی کے معیاری زیورات تیار کروانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
المبارک جیولرز
پروپرائٹر مبارک احمد
سی بلاک۔ چوک دربارے والا۔ اوکاڑہ

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون: گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱